استاد علی طنطاوی بنام مولانا ابوالحسن علی ندوی
مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

مدینۃ الرّسولؐ کے نقوش عشق و محبت

نقش احساس | جب ہم اُحد کے پار سے گھوم کر آئے اور گنبد خضرا پر پہلی نظر پڑی تو ہماری زبان ہمارے دلی احساسات کے اظہار سے قاصر رہی۔ جس طرح آج قلم قاصر ہے۔ ہم نے عاشقوں کی زبان میں دل کی دھڑکن اور آنسوؤں کی بارش کے ساتھ باتیں کیں۔ کیوں ہمارے دل نہ دھڑکتے اور کیوں ہمارے آنسو نہ بہتے۔ ہم دیار حبیبؐ میں پہنچ گئے تھے۔ وہ دیار جس کے تصور میں ہم جیا کرتے تھے۔ اور جس کی یاد ہماری غذا تھی۔ سیرت پڑھتے ہوئے ان مقامات کے ذکر پر ہم محسوس کرتے تھے کہ یہ ہماری روح کا نشیمن اور ہمارے دل کا مسکن ہے ہمارا ملک جس میں ہم پیدا ہوئے صرف ہمارے جسموں کا وطن ہے اور ایسا کب ہوا ہے کہ انسان کو اس کے جسم کا وطن دل کے وطن سے زیادہ عزیز ہو۔ روئے زمین پر کیا کوئی ایسا بدنصیب مسلمان ہے جو بلد رسولؐ پر خدا نہ کرے کسی ابتلا کے موقع پر اپنا وطن قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔ یا اگر خدا کے گھر پر کوئی مصیبت آئے تو اس گھر کی سلامتی کے لئے وہ اپنا اور اپنے متعلقین کا گھر نچھاور نہ کر دے۔

انسان (ایک ادیب و مؤرخ) کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس گھر کی زیارت کرے۔ جہاں ایک ادیب پیدا ہوا ہو۔ اس شہر کو دیکھے جہاں پہلے ایک شاعر رہ چکا ہے اس کے لئے وہ سفر کرتا ہے اور زر خطیر وہاں پہنچنے کے لئے صرف کرتا ہے اس راہ میں وہ سب خستگی و پریشانی برداشت کرتا ہے اور سفر کی صعوبتیں جھیلتا ہے۔ کس طرح پھر ایک مسلمان کا دل اس شہر کے شوق میں بیتابانہ ہو جائے۔ جس کی زمین کو محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں نے سرفراز کیا ہے۔ جس کی ہوائیں آپ کے انفاس کی عطر بیزی ہے اور جس کے پانی کو آپ کے حیات بخش لبوں نے مس کیا ہے۔ یہ عاشق انہی راہوں پر چلتا ہے جہاں اس کے محبوب قدم پڑے ہیں۔ وہیں سجدہ میں سر جھکاتا ہے جہاں اس کے محبوب نے نماز پڑھی ہے۔ اس راہ سے مدینہ میں داخل ہوتا ہے۔ جس راہ سے سفر ہجرت میں مدینہ میں داخل ہوا تھا۔ اور اس راہ سے باہر جاتا ہے۔ جس راہ سے جنگ اُحد کے موقع پر مسلمانوں کی فوج آپ کی قیادت میں نکلی تھی۔ وہ اس معرکہ کے میدان کا مشاہدہ کرتا ہے اور شہدا ابرار کی قبور پر کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اس روضہ کی طرف واپس ہوتا ہے جو اس زمین میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس حجرۂ

مبارک پر حاضری دیتا ہے جس کو مرقد مبارک ہونے کا شرف حاصل ہے اور جو قیامت تک کے لئے بند کر دیا گیا ہے پھر یہ عاشق زار اپنی زبان سے کہتا ہے۔

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی پہلی حاضری کے ان احساسات میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ استاذ علی طنطاوی مکتوب بنام علی میاں کاروانِ مدینہ صفا

عشق آں شعلہ است.... | ہندوستان میں بعض حضرات کیمخت (سبز رنگ) کا جوتا بڑے شوق سے پہنتے تھے اور اب بھی پہنتے ہیں۔ لیکن حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ایسا جوتا مدت العمر کبھی نہیں پہنا۔ اور اگر کوئی تحفۃً لا دیتا تو اسے پہننے سے اجتناب و گریز کرتے اور آگے کسی کو ہدیہ دے دیتے۔ اور سبز رنگ کا جوتا پہننے سے محض اس لئے گریز کرتے کہ سرورِ کائنات آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضرا کا رنگ سبز ہے پھر بھلا ایسے رنگ کے جوتے پاؤں پر کیسے؟ اور کیوں کر استعمال کئے جا سکتے تھے۔ چنانچہ شیخ العرب والعجم حضرت استاذنا المحترم مولانا حسین احمد مدنیؒ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"تمام عمر کیمخت کا جوتا اس وجہ سے کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے نہ پہنا۔ اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو کسی دوسرے کو دے دیا۔" بیس بڑے مسلمان۔ ص ۱۳۶

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡

★ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ نے منجملہ دیگر وصیتوں کے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ میری وفات کے بعد دنیوی رسوم مثلاً دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی اور برسی بالکل نہ کریں کیونکہ حضرت رسولِ کریمؐ نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں فرمایا۔ بلکہ حرام کہا ہے۔ اور عورتوں کو گریہ وزاری سے بالکل منع فرمایا ہے۔

★ نیز وصیت فرمائی کہ مرنے والے کی کلمہ شریف، درود شریف اور ختم قرآن شریف اور استغفار کے ثواب اور مال حلال سے فقرا کو مخفی صدقہ دے کر امداد فرمائیں۔

★ نیز فرمایا کہ کسی رافضی یا جس پر رافضی ہونے کی تہمت ہو اگرچہ وہ دولت مند اور اونچے نسب کا ہو اس کے نکاح میں اپنی بیٹی نہ دینی چاہئے۔ قیامت کے دن تقویٰ کے سوا اور کوئی چیز کام نہ آئے گی اور نسب کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔ (از کلمات طیبات)